اقبال، مخزن اور رومانوی تحریک

ڈاکٹر گلشن طارق[1]

Abstract:

"In the development of Urdu Language and Literature, the literary journal "Makhzan" by Sir Abdul Qadir and Romantic Movement played a great role in the Urdu history. Dr Allama Iqbal was also attached with the said movement. In this essay, the most significant and romantic thought pattern of Allama Iqbal is highlighted, and an attempt is made to determine the specified ideological aspects of Iqbal's work. And also to create an effort to identity the literary and historical contribution of journal "Makhzan". It is further explained the significant feature of Iqbal's personality constructed by the efforts of journal "Makhzan. In this essay, the role and relation between Romantic Movement, Makhzan and Allama Iqbal is being established accordingly. Moreover, the literary contribution of "Makhzan" related to Romantic Movement is being described in the historical perspective."

تحریک کا دوسرا نام موڑ ہے۔ اردو زبان و ادب کی ترقی اور ارتقاء میں کئی ایک موڑ آئے جن سے گزر کر آج اردو زبان موجودہ صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اقبال کے عہد میں رومانوی تحریک عروج پر تھی، علی گڑھ تحریک نے اردو زبان و ادب کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اقبال بھی سر سید احمد خان سے بہت متاثر تھے۔ علی گڑھ تحریک اور سر سید احمد خاں سے آگاہی ان کو میر حسن کی وساطت سے ہوئی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال " شذرات فکر اقبال" کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ مولانا کی وساطت سے اقبال اپنی ادبی زندگی کے ابتدائی دور میں تحریک علی گڑھ سے آشنا ہوئے اور اس کے مقاصد کے حامی رہے۔ (۱)

اقبال نے تحریک علی گڑھ کے اکابرین سے جو ذہنی اکتساب کیا، اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ افتخار صدیقی "اقبال اور نذیر احمد کے فکری روابط" میں لکھتے ہیں :

"اقبال کے ذہنی اکتساب اور فکری روابط کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس کی تحدید و تعین دشوار ہے۔ لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس سلسلے کی اولین کڑیاں علی گڑھ تحریک اور اس کے قائدین کے افکار و نظریات سے پیوستہ ہیں۔ کیونکہ جس ماحول میں اقبال نے شعور کی آنکھیں کھولیں اور جس فضا میں انھوں نے ذہنی ارتقاء کی ابتدائی منزلیں طے کیں، اس پر علی گڑھ تحریک کے گوناگوں اثرات چھائے ہوئے تھے۔ "(۲)

اقبال تحریک علی گڑھ کے ادیبوں اور شاعروں سے متاثر ضرور تھے مگر اس کے بعد انھوں نے اپنے لیے الگ راہ نکالی ۔ ان سب نے قوم کے احساس میں خودنگری کو پیدا کیا ۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اقبال اتنی جلدی مقبول نہ ہوتے۔ اقبال کی پذیرائی کیلئے زمین انھوں نے تیار کی ۔ ڈاکٹر انور سدید " اقبال کے کلاسیکی نقوش" میں لکھتے ہیں :

"اقبال کو سابقہ ادبی تحریکوں پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ ان کے زمانے میں فلسفہ اور سائنس ترقی کے انتہائی مدارج تیزی سے طے کر رہے تھے ۔ اکناف عالم کی حدود سمٹ کر ایک نقطے میں سما رہی تھیں، رسل و رسائل اور ذرائع نقل و حرکت کی متعدد ایجادات نے دنیا بھر کے انسانوں کا آپس میں میل جول نہایت آسان بنا دیا تھا۔ چناچہ اقبال کو نہ صرف جدید علوم سے استفادہ کا موقعہ ملا بلکہ عربی، فارسی اور جرمنی کے فکری ماخذات تک براہ راست رسائی حاصل ہوئی۔" (۳)

---

[1]ڈین فیکلٹی آف لینگویجز، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

اقبال کی ادبی شخصیت کی تعمیر میں اہم فریضہ '' مخزن'' نے سرانجام دیا۔ شیخ عبدالقادر نے مخزن کا اجرا محض ادب کو فروغ دینے کیلئے ہی نہیں کیا بلکہ انھوں نے اس کے ذریعے برصغیر کے اجتماعی مزاج کو بدلنے کی کوشش کی۔ ''مخزن'' نے زندگی کے ارتقاء کو ادب سے براہ راست منسلک کیا۔ ''مخزن'' نے ہی اقبال اور ابوالکلام آزاد کو متعارف کروایا۔ اقبال کی پہلی نظم '' ہمالہ''، ''مخزن'' میں ہی چھپی۔ محمد عبداللہ قریشی '' معاصرین، اقبال کی نظر میں'' میں لکھتے ہیں :

''شیخ عبدالقادر مرحوم نے رسالہ '' مخزن'' لاہور کے ابتدائی دور میں جن شخصیات نے شہرت اور ناموری حاصل کی ان میں اقبال، ہمایوں، ناظر، اعجاز، یلدرم، سرور جہاں آبادی اور نگم کے ساتھ نادر کاکوروی اور میر غلام بھیک نیرنگ انبالوی بھی شامل ہیں۔'' (۴)

''مخزن''نے اس وقت کے تمام ادیبوں اور شاعروں کو متاثر کیا ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر انور سدید '' اقبال کے کلاسیکی نقوش''میں رقم طراز ہیں :

''انیسویں صدی کے اواخر میں رومانیت کے جو ابتدائی نقوش لاہور ، دہلی اور علی گڑھ میں بکھری ہوئی حالت میں ملتے تھے، انھیں بیسویں صدی کے اوائل میں '' مخزن'' نے سمیٹنے کی کوشش کی اور عہد سرسید کی بھدی نثر کو لطیف، شیریں اور نغمہ بار شعریت سے آشنا کر دیا۔'' (۵)

بیسویں صدی میں ایسی فضا تیار ہو چکی تھی کہ جس میں رومانیت کا بیج پھوٹ سکتا تھا ۔ رومانی تحریک کے تحت لکھنے والوں کی '' مخزن'' میں تخلیقات چھپتی رہیں،۔ ان میں اقبال بھی تھے۔ شیخ عبدالقادر ''مخزن'' میں اقبال کے لکھنے کے بارے میں ''بانگ درا'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں :

''میں نے اردو ادب کی ترقی کیلئے رسالہ ''مخزن'' جاری کرنے کا ارادہ کیا ،۔ اس اثناء میں شیخ محمد اقبال سے میری دوستانہ ملاقات پیدا ہو چکی تھی۔ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ اس رسالہ کے حصہ نظم کے لیے وہ نئے رنگ کی نظمیں مجھے دیا کریں گے۔'' (۶)

ڈاکٹر انور سدید '' اقبال کے کلاسیکی نقوش'' میں لکھتے ہیں :

''اگر شیخ عبدالقادر ، اقبال سے نظم ''ہمالہ '' زبردستی حاصل نہ کرتے تو اقبال کی اشاعت کچھ دیر اور توقف میں پڑ جاتی، اس لحاظ سے اقبال کو ادبی طور پر متعارف کرانے کا سہرا بجا طور پر شیخ عبدالقادر کے سر ہے، اور مخزن سے ہی اقبال کی شاعری کا زیادہ وسیع اشاعتی دور شروع ہوتا ہے۔'' (۷)

اقبال جب اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ گئے تو وہاں وسیع مطالعہ اور تجربات و مشاہدات کی بنا پر ان کے خیالات میں تغیر پیدا ہو گیا۔ تب انھوں نے شاعری چھوڑنے کا ارادہ کیا ۔ اس وقت شیخ عبدالقادر ہی تھے جنھوں نے اقبال کو اس اقدام سے باز رکھا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر انور سدید '' اقبال کے کلاسیکی نقوش'' میں اقبال کی شاعری ترک کرنے کے بارے میں رقم طراز ہیں :

''اگر وہ شاعری ترک کر دیتے تو اردو ادب کی وہ تمام نئی جہتیں جنہیں اقبال کی تحریک نے روشناس کرایا یقیناً خواب و خیال ہو جاتیں۔'' (۸)

اپریل ۱۹۰۱ء کے ''مخزن'' میں اقبال کی پہلی نظم چھپی، اس بارے میں ڈاکٹر عبادت بریلوی '' اقبال کی اردو نثر'' میں لکھتے ہیں :

''وہ مخزن کے لیے ہر مہینے کچھ نہ کچھ لکھتے تھے۔ لیکن اپنی تخلیقات کو چھپوانے کے معاملات میں محتاط تھے۔ سر عبدالقادر کی دوربین نگاہ نے ان کی شخصیت میں ایک جوہر قابل کو تلاش کر لیا تھا اور وہ مخزن کے ہر شمارے میں ان کی موجودگی کو ضروری سمجھتے تھے۔ ''(۹)

اقبال کو بھی عبدالقادر سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے '' عبدالقادر کے نام'' سے بانگ درا میں ایک نظم لکھی ہے:

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں(۱۰)

اقبال نے ابتدا میں کئی مغربی شاعروں کی نظموں کا اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں :

''انہوں نے ابتدا میں مخزن کی لطیف رومانی تحریک کو چمکانے کے لئے مغربی شعرا کے تراجم کیے اور شاعری کو چند ایسی جاندارنظمیں دیں جن کا مایہ خمیر انگریزی مگر پیکر مشرقی تھا۔'' (۱۱)

اقبال کی شاعری، اسلوب اور زبان کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

''اقبال نے انگریزی اسلوب فکر اور فارسی زبان کے آمیزے سے اردو میں ایک ایسے جاندار اظہار کی افزائش کی جو اقبال کے ولولہ انگیز اور متحرک خیالات کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی پوری اہلیت رکھتا تھا۔'' (۱۲)

اقبال نے بچوں کے لئے بہت سی نظمیں لکھیں اور کئی انگریزی نظموں کے ترجمے اردو میں کیے۔ ترجمہ کے متعلق محمد عبداللہ قریشی ''معاصرین اقبال کی نظر میں'' میں لکھتے ہیں :

''ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں، ہر زبان کی اپنی خصوصیات، اپنا مزاج، اپنی تراکیب، اپنے محاورے، اپنا روزمرہ، اپنی تشبیہات، اپنے استعارے، اپنی تلمیحات اور اپنے ضائع یدائع ہوتے ہیں جن سے پوری طرح لطف اندوز ہونا غیر زبان والوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔'' (۱۳)

اقبال اس فن میں کامیاب رہے، انہوں نے کئی ایک خوبصورت نظمیں اردو میں منتقل کیں۔ جیسے ''ایک گائے اور بکری''(Jane Taylor) ''ماں کا خواب''(William Cowper)''پیام صبح''(Long Fellow) ''عشق اور موت''(Tennyson) ''ایک پہاڑ اور گلہری'' Ralph) (Waldo Eemerson ''ایک مکڑی اور مکھی'' (Howitt)اور '' رخصت اے بزم جہاں'' (Emerson)کے کلام سے ماخوذ ہیں۔ اقبال کی ان نظموں کے اسلوب میں مغربی شاعروں کے اسلوب کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ چند نظموں سے مثالیں :

''ایک مکڑا اور مکھی''

غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا(۱۴)

''ایک پہاڑ اور گلہری ''

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں با تمیز بن بیٹھیں(۱۵)

''ایک گائے اور بکری''

کٹ رہی ہے بری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی(۱۶)

''بچے کی دعا ''

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری(۱۷)

''ہمدردی''

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے(۱۸)

اقبال کی شاعری پر مغربی رومانوی شاعروں کے کلام کا اثرتھا۔ اس ضمن میں علی عباس جلال پوری ''اقبال کا علم الکلام'' میں لکھتے ہیں :

''انیسویں صدی کے اواخر میں انگریزی زبان و ادب کے وسیلے سے رومانیت نے ہندوستان میں رواج پایا۔ سرکاری مدارس میں جو انگریزی نصاب مقرر کیا گیا اس میں رومانی شعرا ورڈز ورتھ، شیلی، کولرج، بائرن اور کیٹس کی نظمیں اور ڈاکٹر والٹر سکاٹ کے ناول شامل تھے۔ اس لیے پڑھے لکھے طبقے کے ذہن و قلب پر رومانیت کا تسلط ہو گیا۔ ۔۔ اقبال بھی اس رومانی تحریک سے متاثرہوئے بغیر نہ رہ سکے۔'' (۱۹)

رومانیت میں جدت پسندی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ رومانوی ادیب اور شاعر انوکھے خیال کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ رومانیت میں تخیل اور جذبات کا زور اور ساتھ ہی ساتھ بے پناہ تخلیقی قوت بھی ہوتی ہے۔ اقبال کو رومانوی تحریک کا اولین شاعر سمجھا جاتا ہے۔ اقبال کی رومانیت ایک ارتقائی صورت لیے ہوئے ہے جبکہ دوسرے شعرا کے ہاں ایسا نہیں ہے۔

علی گڑھ تحریک نے قومی سطح پر ایک تحرک پیدا کر دیا۔ سر سید نے انگریزی علوم اور تہذیب کی یلغار کو روکنے کی بجائے اس کے ساتھ چلنے کی تلقین کی۔ اس تحریک کے زیر اثر مقصدی ادب تخلیق کیا گیا۔ اس سے پہلے ادب برائے ادب کے طور پر تخلیق کیا جاتا تھا۔ ادب برائے زندگی کا نظریہ سر سید کی بدولت اردو ادب میں آیا۔ جلد ہی اس تحریک کیخلاف ایک رومانوی ردعمل شروع ہوا۔ اس بارے میں ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں'' میں رقم طراز ہیں :

> ''علی گڑھ تحریک نے فلسفہ اور سائنس کے استفادے سے اجتماعی بہبود کا راستہ ہموار کیا، اور حقیقت پسندی کو فروغ دینے کی سعی کی۔ چنانچہ بہت جلد اس تحریک کے خلاف رومانوی نوعیت کا ردعمل ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔'' (۲۰)

تخیل کی وہ رو جسے علی گڑھ تحریک نے روکنے کی کوشش کی، سطح پر ابھرے بغیر نہ رہ سکا۔ ابتداء میں کئی شعرا اور ادبا نے اس تحریک کے زیر اثر ادب تخلیق کیا اور شہرت پائی۔ مادیت اور تخیل کی آمیزش سے کئی فن پارے تخلیق ہوئے۔ اقبال نے بھی مسلمانوں کو مایوسی کی حالت سے نکالنے کی کوشش کی ۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو ان کے روشن ماضی کی تصویریں دکھائیں۔ انہوں نے جذبے اور تخیلات کے ساتھ حقیقت کی نقاب کشائی اور مسلمانوں کو مشکلات سے نکالنے کا حل بتایا۔ انہوں نے شاعری میں اشاریت اور ترنم بھی پیدا کیا۔

۱۹۰۱ء میں شیخ عبدالقادر نے '' مخزن'' کا اجرا کیا ، اس وقت رومانیت کی تحریک کافی پھل پھول چکی تھی۔ بظاہر رومانوی تحریک علی گڑھ تحریک کا ردعمل معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کے پس پردہ کچھ اور بھی عوامل کارفرما تھے۔ سرسید کے عہد میں اجتماعیت کو فروغ ہوا۔ کچھ تحریکیں بھی شروع ہوئیں جو اجتماعی جدوجہد کی قائل تھیں۔ ان تحریکوں کی وجہ سے فرد کی بجائے قوم کو اہمیت دی گئی۔ رومانوی تحریک کو شیخ عبدالقادر کی وجہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ اس زمانے میں بہت سے شاعر اور ادیب '' مخزن'' میں لکھنے لگے جو رومانیت کے علمبردار تھے۔ اس بارے میں ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں'' میں لکھتے ہیں :

> ''اس عہد کے بیشتر نوجوان شعرا اور ادبا مخزن کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس دور میں جو ادبا مخزن کے صفحات سے نمایاں ہوئے، ان میں اقبال، ابوالکلام آزاد، سجاد حیدر یلدرم، آغا قزلباش، ظفر علی خاں، مرزا محمد سعید، خوشی محمد ناظر، غلام بھیک نیرنگ، مہدی آفاوی، لطیف الدین احمد، خواجہ حسن نظامی اور شیخ عبدالقادر کے اسما بے حد اہم ہیں۔ ان ادبا نے اردو زبان کو ایک خاص قسم کی لطافت سے آشنا کیا، اور طاقتور متخیّلہ کے بل بوتے رومانی تصورات کو فروغ دینے کی سعی کی------ مخزن کی بساط ادب سے جو رومانی ادبا نمایاں ہوئے ہیں، ان میں اولیت اقبال کو حاصل ہے۔ ''(۲۱)

مخزن کے صفحات پر چھپنے سے ادیبوں اور شاعروں کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ تخیل کی پرواز سے اقبال جیسے نوآموز شاعر نے بھی کئی سرزمینوں کی سیر کی۔ ''اقبال کے کلاسیکی نقوش'' میں ڈاکٹر انور سدید اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں :

> ''مخزن کے صفحات پر اقبال ایک ایسے رومانی شاعر کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جو خارج کے مشاہدے کو داخل کی باطنی قوت کے ساتھ منسلک کر کے تخیل و وجدان سے کائنات کے پراسرار خزینوں کا راز آشنا کرنے کی سعی کرتا ہے۔ چنانچہ اقبال کی رومانیت کا اولین زاویہ حسن طلب کی جستجو میں ظاہر ہوا۔'' (۲۲)

اقبال حسن طلب کی جستجو کے ساتھ ساتھ ماضی کی عظمت کو بھی اجاگر کرنا چاہتے تھے۔اُن کی شاعری کو دنیا کی بڑی سے بڑی شاعری کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے:

محفل قدرت ہے ایک دریائے بے پایاں حسن
آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفان حسن
حسن کوہستان کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے

مہر کی ضو گستری ، شب کی سیہ پوشی میں ہے (۲۳)

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشم غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشین
بوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے
رنگ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے (۲۴)

اقبال کے ان اشعار میں جا بجا رومانیت نظر آتی ہے۔ رومانیت کے زیر اثر اقبال نے ماضی کی عظمتوں کو اپنی غزلوں اور نظموں میں اجاگر کیا ۔ ان کی مشہور طویل نظم ''مسجد قرطبہ'' ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں:

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام(۲۵)

اقبال کی ایک اور طویل نظم ''ذوق و شوق'' ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

تری نظر میں ہیں تمام مرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم تخیل بے رطب(۲۶)

اقبال نے اپنی شاعری میں رومانی کردار تخلیق کیے جیسے مرد مومن اور ابلیس کا کردار ہے۔ اقبال نے مرد مومن کے کردار کو اپنی شاعری میں بہت اہمیت دی ہے۔ انسان کی فطری صلاحیتیں اسے مرد مومن کے درجے تک لے جاتی ہیں۔ اقبال کے نزدیک زمانے کو مرد مومن کی پیروی کرنی چاہئے۔ یہ کردار رومانیت کی بہترین مثال ہے۔ رومانی موضوعات ہمیشہ رمز و کنایہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں رنگینی ہوتی ہے، اقبال بھی تہذیب اور شائستگی کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے۔ اقبال نے اردو ادب میں ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی۔

حوالہ جات

1. محمد اقبال، ڈاکٹر، شذرات فکر اقبال، مرتبہ، ڈاکٹر جاوید اقبال، مترجم افتخار احمدصدیقی، لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۸۳ء، ص۴۷
2. افتخار احمدصدیقی،اقبال اور نذیر کے فکری روابط ، مجلہ لفظ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۷۱ ، ۱۷۲
3. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۸ء ، ص ۵۳
4. محمد عبد اللہ قریشی، معاصرین، اقبال کی نظر میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء ص ۵۴
5. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش، ص ۹۳
6. محمد اقبال علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۸۲ء ، ص ۱۳
7. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش،ص ۴۰
8. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش،ص ۴۱
9. عبادت بریلوی ڈاکٹر، اقبال کی اردو نثر، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء، ص ۷۱
10. محمد اقبال علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص ۱۳۲
11. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش،ص ۱۰۸
12. ایضاً،ص ۴۳
13. محمد عبد اللہ قریشی، معاصرین اقبال کی نظر میں، ۱۹۷۷ء ص ۲۶۱
14. محمد اقبال علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ۱۹۸۲ء ، ص ۲۹
15. ایضاً،ص ۳۱
16. ایضاً،ص ۳۲
17. ایضاً،ص ۳۴
18. ایضاً،ص ۳۵
19. علی عباس جلال پوری، اقبال کا علم الکلام، جہلم: خرد افروز، ۱۹۸۷ء ، ص ۱۳۲
20. انور سدید ، ڈاکٹر، اردو ادب کی تحریکیں، مقالہ ، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۳ء، ص ۴۸۳
21. ایضاً،ص ۴۹۱
22. انور سدید ، ڈاکٹر ، اقبال کے کلاسیکی نقوش،ص ۹۵
23. محمد اقبال علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ۱۹۸۲ء ، ص ۹۳
24. ایضاً،ص ۳۹۱
25. ایضاً،ص ۳۸۶
26. ایضاً،ص ۴۰۶